رسائل و مسائل

آرمی میں ''رگڑا'' کی روایت

س : آرمی میں رگڑا (ragging) کی روایت پائی جاتی ہے۔ جب ہم سول سے آرمی میں جاتے ہیں تو سینئرز لائنوں میں کھڑا کر کے ہمیں بری طرح جھڑکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایکسرسائزز بھی ہوتی ہیں اور راتوں کو جگانا وغیرہ بھی۔ تین چار ماہ تک یہ سلسلہ چلتا ہے۔ ہماری کسی غلطی کے بغیر سینئرز کا اس طرح سے ہمیں جھڑکنا کیا جائز ہے؟

ان کے پاس اپنے اس رویے کی درج ذیل جواز یا وجوہات ہیں:

۱۔ یہ اس لیے کیا جاتا ہے کہ یہ عام شہری ماحول میں جن برائیوں کے عادی ہیں ان کا یہاں اعادہ نہ کریں۔ یہ سمجھ جائیں کہ سِوَل (civil) کے بگڑے ہوئے ماحول سے یہ نکل آئے ہیں جہاں لاقانونیت تھی' مجرموں کو سزا نہ ملتی تھی' اور جرم کو جرم نہ سمجھا جاتا تھا۔ ان کا جو ذہن بنا ہوا تھا یعنی یہ کہ قانون کی پابندی کوئی نہیں کرنی' یہ مزاج یک دم بدل جائے اور سمجھ جائیں کہ یہ ماحول (آرمی کا) سول سے الگ ہے۔ یہاں غلطی پر سزا ملے گی۔

۲۔ تابع دار بن کر رہیں' سینئرز کا حکم مانیں۔ ان کے حکم کو مذاق میں نہ ٹالیں۔ ان کا مذاق نہ بنائیں۔ سینئرز کے ساتھ بدتمیزی نہ کریں۔ ان کو عزت دیں اور نظم و ضبط قائم رکھیں۔

۳۔ ایسی تربیت کے ذریعے آیندہ اچھی طرح کنٹرول کیا جاسکے۔

یہ بات اس حد تک تو درست ہے کہ اگر وہ آتے ہی ایسا نہ کرتے تو ہم واقعی سینئرز کے احکامات کو لاپرواہی سے لیتے' سینئرز کی تابع داری میں کوتاہی کرتے بلکہ ان کے ساتھ بدتمیزیاں کرتے اور نظم و ضبط کا ہرگز مظاہرہ نہ کرتے۔

کوئی نظام بھی شریعت سے بالاتر نہیں۔ کیا شرعی نقطۂ نظر سے یہ روایت درست ہے؟

ج : آپ کا سوال اولی الامر کی حدود اطاعت سے تعلق رکھتا ہے۔ اسلام کے بنیادی سیاسی اور معاشرتی اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس کے بعد صاحب اختیار افراد کے ان احکام کی پابندی بھی فرض ہے جو قرآن و سنت کے

مطابق ہوں۔ اگر اولی الامر کسی ایسی بات کا حکم دیں جو خالق کی معصیت یعنی اللہ یا رسول کی عدم اطاعت کی تعریف میں آتی ہو تو اس کی اطاعت قطعاً فرض نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:
"کسی مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں اگر خالق کی معصیت ہوتی ہو"۔

فوج میں بھرتی ہونے کے بعد نوجوانوں کو جس نظم و ضبط اور فرماں برداری کی تربیت دی جاتی ہے وہ خود آپ کے بقول ضروری ہے۔ اپنے خط کے آخر میں آپ نے خود یہ بات فرمائی ہے کہ غیر فوجی ماحول سے آنے والے افراد پر اگر وہ سختیاں اور کڑے حکم نہ لگائے جائیں جو فوج کا خاصہ ہیں تو صحیح معنوں میں نظم و نسق پیدا نہیں ہو سکتا۔

ہاں، اگر اس تربیت کے دوران کوئی ایسے کام کروائے جاتے ہوں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارشاد گرامی کے خلاف ہوں تو وہ چاہے سینئر ہوں یا جونیئر، آپ ان کے احکام ماننے کے پابند نہیں ہیں۔ یہ یاد رہے کہ ہر ادارے میں احکام کو نہ ماننے کا ایک طریقہ ہوتا ہے اور آپ کو بھی اس طریقے پر عمل کرنا ہوگا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہر نوجوان اپنی فہم کے مطابق جس بات کو صحیح سمجھتا ہو یا غلط سمجھتا ہو، اس پر ڈٹ جائے اور جس طرح چاہے خلاف ورزی شروع کر دے۔ اس لیے نظم کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے اختلاف کو مقررہ حدود میں رہتے ہوئے ظاہر کرنا ہوگا (ڈاکٹر انیس احمد)۔

جعلی سند کی بنیاد پر امتحان میں کامیابی

س: دو سال قبل تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے بیرون ملک آنے کا اتفاق ہوا۔ یہاں آنے کے ایک ماہ کے بعد میرے بی اے کے امتحانات ہوئے جن میں، میں شریک نہ ہو سکا، لہٰذا میری جگہ میرے دوست نے امتحان دے دیا اور میں اچھے نمبروں سے کامیاب بھی ہو گیا۔ کامیاب ہونے کے کچھ عرصے بعد میں نے اپنے اس دوست کو کچھ رقم بھی ارسال کر دی، جس کا پہلے سے تعین نہیں کیا گیا تھا۔

یاد رہے کہ یہ سب کچھ اس وقت کیا گیا جب میں ملحدانہ فکر کا پیرو تھا۔ توحید اور رسالت کا منکر ہو گیا تھا، اور اسی کو حق جانتا تھا اور پھر تحریک اسلامی سے اپنا تعلق بھی ختم کر چکا تھا۔ اب، جب کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دوبارہ ایمان کی دولت سے نوازا ہے (الحمدللہ) مجھے احساس جرم ملامت کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا اس سند کی بنیاد پر میں آگے اپنی تعلیم جاری رکھ سکتا ہوں یا مجھے دوبارہ خود امتحان دینا ہوگا؟ میری اس پریشانی کو دور کر کے میری مدد فرمائیے۔

ج : آپ نے جس مشکل کا ذکر کیا ہے وہ محض آپ کی ذات تک محدود نہیں ہے بلکہ مختلف شکلوں میں ہمارے معاشرے کی جملہ خرابیوں میں سے ایک ہے۔ اس مسئلے پر گفتگو کرنے سے قبل اس بات پر قلبی مبارک باد قبول کریں کہ ایک غلطی کا ارتکاب کرنے کے بعد آپ کو شرمندگی ہوئی اور توبہ کرنے کے بعد آپ الحمدللہ اپنے معاملات کو دیانت داری کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔

اگر ایک شخص دھوکا یا جعل سازی سے ایک امتحان پاس کر لیتا ہے لیکن اس کے بعد اسے یہ احساس ہوتا ہے کہ اس نے غلطی کی، تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص سودی کاروبار کر رہا ہے اور اللہ اسے ہدایت دے دیتا ہے اور وہ تائب ہو کر جائز ذرائع سے اپنی روزی کا حصول شروع کر دیتا ہے۔ قرآن کریم کا حکم ہے کہ جو ہو چکا اسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نظرانداز فرمائے گا۔ یہی سبب ہے کہ دین اسلام میں توبہ و استغفار ایک ایسا طریقہ ہے جو انسان کی اصلاح اور آیندہ کی زندگی کو کامیاب بنانے کا نہایت موثر ذریعہ ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص یہ جاننے کے باوجود کہ ایک کام حرام ہے اور منع ہے، اس نیت سے اسے کرتا رہے کہ اس طرح اپنے لیے ذرائع پیدا کر لوں، اور جب خوب مادی وسائل جمع کر لے تو پھر توبہ کر کے تجارت اور دیگر جائز کام کرنے لگے تو یہ خود کو بھی اور اللہ تعالیٰ کو بھی دھوکا دینا ہے۔

دین کی بنیاد خلوص نیت پر ہے۔ گناہ اور غلطی کا سبب اگر بھول، نفس کا وسوسہ، وقتی طور پر بہکاوے میں آ جانا ہے، تو اس کی تلافی توبہ و استغفار اور پختہ عہد سے ہو سکتی ہے کہ آیندہ اس غلطی کا ارتکاب نہ ہو۔ لیکن منصوبہ بندی کر کے ایک غلطی کرنا پھر توبہ کر لینا، اخلاقی طور پر درست نہیں۔

آپ کے معاملے میں، جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ ایک امتحان جعلی طور پر پاس کر لیا، اب اسے آپ لوٹا تو نہیں سکتے۔ اس لیے مناسب یہی ہو گا کہ توبۃ النصوح کے اصول کے پیش نظر آیندہ کے لیے اس بات پر قائم ہو جایئے کہ ہر کام صداقت و امانت سے کریں۔ کبھی جعل سازی کی طرف مڑ کر نہ دیکھیں اور علمی اور عملی طور پر اپنے مضمون میں نہ صرف کمال بلکہ کمال تقویٰ اختیار کریں۔ آپ کی نیکی اس برائی کو مٹا دے گی جو ماضی میں آپ سے سرزد ہوئی ان شاء اللہ (ا - ا)۔

میاں بیوی کے مزاج کا فرق

سوال : ہر انسان کے اندر کچھ کمزوریاں اور خامیاں ایک بشری تقاضا ہے۔ کچھ عادات و اطوار پر قابو پانے پر انسان مکلف نہیں ہوتا مثلاً غصہ، کم گوئی، حساس یا بے حس طبیعت، بدمزاجی، جلد بازی یا سست روی وغیرہ۔ اس ضمن میں میرا سوال یہ ہے کہ وہ خامیاں یا کمزوریاں جس کا ایک فرد مکلف نہیں اور اس کی وجہ سے اس کی ازدواجی زندگی میں اس کی شریک حیات کو صدمہ یا

تکلیف پہنچتی ہے تو دنیا اور آخرت میں اس شخص کے مواخذے کی کیا صورت ہو گی؟

جواب: قرآن کریم نے انسان کو تخلیق کے اعتبار سے "احسن تقویم" سے تعبیر کیا ہے یعنی وہ بہترین شکل و فطرت کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے۔اس کے اندر حلم، رواداری، اخوت، محبت، بہادری اور غیرت بھی پائی جاتی ہے اور جلد بازی، جہل، سستی اور بدمزاجی بھی، لیکن چونکہ اصلاً وہ بہترین قوام سے بنا ہے، اس میں نیکی، اچھائی اور بھلائی بنیادی خمیر کی حیثیت رکھتی ہے۔ نفس، شیطان، ماحول، لالچ غرض کسی بھی محرک کی بنا پر وہ اپنی نیکی اور بھلائی کو دبا کر اور بہکانے میں آکر غلطی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے اندر کا انسان، وہ دل جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "مفتی" سے تعبیر کیا ہے، اسے بار بار متوجہ کرتا ہے کہ تم غلطی پر ہو۔ اب بھی اصلاح کر لو اور دوبارہ بھلائی اور نیکی کی طرف آجاؤ۔ اگر وہ اس پکار کو سن لیتا ہے تو دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہو جاتا ہے ورنہ خسارے میں رہتا ہے۔

آپ نے سوال کیا ہے کہ اگر ایک شوہر سے اس کی بیوی کو اس کے تنگ مزاج ہونے، درشت گوئی، بے حسی یا کسی سبب سے تکلیف پہنچتی ہے تو اس دنیا اور آخرت میں اس کے لیے کیا کیا جائے؟

قرآن و حدیث نے بار بار اس بات پر زور دیا ہے کہ شوہر، بیوی کے ساتھ معروف، بھلائی، اچھائی، عمدہ طرز عمل، محبت و مودت اور احترام و نرمی کا طرز عمل اختیار کرے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار بیوی کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے حتیٰ کہ خطبہ حجۃ الوداع میں بھی اس طرف متوجہ فرمایا۔ آپ کے سوال میں دلچسپ بات یہ ہے کہ اگر ایک شخص فی الواقع انتہائی نرم، صابر، محبت کرنے والا، خیال کرنے والا ہے تو مسئلہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔ مسئلہ اسی وقت پیدا ہو گا جب وہ بجائے اللہ اور اس کے رسول کے اپنے مزاج کو، غصے کو، جلد بازی کو، اپنا خدا اور رہنما بنا لے۔ اور یہی وہ موقع ہو گا جب اسے غصہ کی باگ کھینچ کر رکھنی ہو گی، اپنے پر قابو رکھنا ہو گا اور اگر انسانی کمزوری کی بنا پر وہ کوئی سخت بات کہہ بیٹھے تو فوراً بیوی سے معذرت کر کے آیندہ اس طرز عمل سے ممکن طور پر بچنا ہو گا۔ یہ کہہ کر اپنی غلطی کو درست قرار نہیں دیا جا سکتا ہے کہ آخر انسان ہوں، کمزور ہوں وغیرہ وغیرہ۔

انھیں یہ اصلاح اور اپنے اوپر قابو اس دنیا ہی میں حاصل کرنا ہو گا تاکہ گھریلو ماحول بہتر ہو اور بیوی کے ساتھ ناانصافی اور ظلم نہ ہونے پائے۔ رہا معاملہ آخرت کا، تو قرآن نے واضح کر دیا ہے کہ اگر ایک شخص ظالم ہے اور بیوی مظلوم ہے تو اللہ تعالیٰ مظلوم کو نہ صرف اس دنیا میں اجر دیں گے بلکہ آخرت میں ظالم سے نجات دلا کر ایسے فرد کا ساتھ دیں گے جو ان تمام کیے گئے مظالم کے مقابلے میں اسے سکون، چین اور بھلائی دے سکے۔ اسی لیے قرآن کریم نے "زوج" کی اصطلاح استعمال فرمائی ہے یعنی مظلوم خواتین کے لیے ایسے شوہر جو آخرت میں اللہ کے کیے ہوئے وعدوں کو عملاً کر کے دکھا سکیں، اور ایسے ہی مظلوم

شوہروں کے لیے ایسی بیویاں جو مطہرات ہوں گی تاکہ وہ آخرت میں بھی مظلوم نہ رہیں۔

میرے خیال میں معاملے کو آخرت تک موخر کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اگر آپ کو احساس ہے کہ آپ بعض اوقات یا اکثر اوقات اپنی بیوی کو تکلیف پہنچاتے ہیں تو فوری طور پر اس کی اصلاح یہاں کر لیجیے تاکہ آپ اس دنیا میں بھی اس ہدایت قرآنی پر عمل کر سکیں جو شوہر اور بیوی کے لیے دی گئی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لیے لباس ہوں' عزت و احترام و تحفظ میں ایک دوسرے کی مثال ہوں بلکہ یہاں پر بھلائی کے رویے کے نتیجے میں ان شاء اللہ آخرت میں بھی مضبوط رشتے میں منسلک ہو سکیں (ا - ا)۔

سودی ادارے میں ملازمت

س : میں چارٹرڈ اکاونٹنٹ بننے والا ہوں۔ اس کے بعد جس ادارے میں بھی ملازمت ملے گی' وہاں سود کا حساب کتاب رکھنا ہوگا۔ کیا یہ میرے لیے جائز ہوگا؟

ج : جہاں تک بنک کی ملازمت کا تعلق ہے' تو وہ ناجائز ہے لیکن دوسرے ادارے جن میں اصلاً سودی کاروبار نہیں ہوتا البتہ وہ بعض اوقات اپنے کاروبار کو چلانے کے لیے سودی قرضے بھی لیتے ہیں' ان کی ملازمت جائز ہے۔ اس لیے کہ اس ادارے کا اصل کاروبار تو غیر سودی ہوتا ہے۔

جب تک نظام میں تبدیلی نہیں آتی اس وقت تک اس طرح کی مجبوریوں کا لحاظ رکھا جائے گا۔ واللہ اعلم! (مولانا عبدالمالک)۔

ترجمان القرآن کا مطالعہ

ذہنی و علمی افق کو وسیع کرتا ہے

ملی و قومی مسائل پر شعور و آگہی دیتا ہے

دعوت و تربیت کی راہ میں آگے بڑھاتا ہے

ایمان و حکمت سے مالامال کرتا ہے

ترجمان القرآن اپنے تک نہ رکھیے ... دوسروں تک پہنچائیے